از عدالتِ عظمیٰ[1]

تاریخ فیصلہ: 13 دسمبر 1955

جیارام وتھوبا و دیگر

بنام

دی سٹیٹ آف بمبئی

[ویوین بوس۔ وینکٹارااما آئیر اور چندر شیکھرا آئیر جسٹس صاحبان]

ضابطہ فوجداری (ایکٹ V، سال 1898)، دفعہ 423(1)(b) اور (د)، دفعہ 439۔اپیلٹ عدالت کے اختیارات۔ہائی کورٹ کے نظر ثانی کے اختیارات۔ٹرائل عدالت کی طرف سے سزا لیکن کوئی سزا نہیں۔ہائی عدالت نے سزا سنانے اور سزا سنانے کی تصدیق کی۔ قانونی حیثیت۔بمبئی پریوینشن آف گیمبلنگ ایکٹ (بمبئی ایکٹ IV، سال 1887)، دفعہ 4(a)،5.

پہلے اپیل کنندہ پر بمبئی پریوینشن آف گیمبلنگ ایکٹ (بمبئی ایکٹ IV، سال 1887) کی دفعہ 5 کے تحت جوابازی کے مقاصد کے لیے جوابازی مکان میں موجود ہونے کے لیے مقدمہ چلایا گیا تھا اور اس کے علاوہ اس پر جوابازی مکان رکھنے کے لیے ایکٹ کی دفعہ 4(a) کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔ مقدمے کی سماعت کرنے والے پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے اسے دفعہ 4(a) کے تحت مجرم پایا اور اسے تین ماہ کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ اس نے اسے دفعہ 5 کے تحت بھی مجرم پایا لیکن اس دفعہ کے تحت کوئی علیحدہ سزا نہیں دی۔ نظر ثانی میں، عدالت عالیہ نے دفعہ 4(a) کے تحت سزا کو کالعدم قرار دیا، لیکن دفعہ 5 کے تحت اس کی تصدیق کی اور اس دفعہ کے تحت تین ماہ کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ پہلی اپیل کنندہ کے لیے یہ دلیل دی گئی کہ عدالت عالیہ کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 423(1)(b) کے تحت قانون کی دفعہ 5 کے تحت کوئی سزا دینے کا اختیار نہیں ہے جب کہ مجسٹریٹ کی طرف سے ایسی کوئی سزا نہیں دی گئی تھی اور یہ کہ، کسی بھی صورت میں، اس طرح کی سزا کا فیصلہ اضافہ کے

مترادف ہے اور اس کے نتیجے میں، غیر قانونی تھا، کیونکہ قانون کے مطابق اس کے لیے کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا۔

حکم ہوا کہ اگرچہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 423(1)(b) اس معاملے پر لاگو نہیں ہوتی تھی، لیکن عدالت عالیہ کو دفعہ 423(1)(d) کے تحت سزا سنانے کا اختیار حاصل تھا۔

قانون میں یہ تصور نہیں کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو کسی جرم کے لیے سزا سنائے بغیر سزا دی جائے، اور عدالت عالیہ کی طرف سے سزا کا فیصلہ صرف سزا کی تصدیق کے نتیجے میں اور اتفاقی تھا، اور یہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 423(1)(d) کے معنی میں قانون کے تحت منظور کیا جانے والا ایک منصفانہ اور مناسب حکم تھا۔

اس طرح کی سزا میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ صرف اپیل میں پہلی بار دی گئی تھی۔ یہاں تک کہ اگر اسے اضافہ سمجھا جائے، تو عدالت عالیہ کے حکم کو دفعہ 439(2) کے تحت نوٹس کی کمی کی وجہ سے برا نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا، کیونکہ پہلے اپیل کنندہ کے پاس سزا اور اضافہ کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا موقع تھا، اور، کسی بھی صورت میں، اس دفعہ کے تحت باضابطہ نوٹس کی عدم موجودگی کی وجہ سے اسے کوئی تعصب نہیں ہوا تھا۔

ابراہیم بنام ایمپرر (اے۔ آئی۔ آر۔ 1940 بمبئی 129)، سپرنٹنڈنٹ اینڈ ریمبرنسر آف لیگل افیئرز بنام حسین علی (اے۔ آئی۔ آر۔ 1938 کلکتہ 439) اور پردیپ چودھری بنام ایمپرر (اے۔ آئی۔ آر۔ 1946 پٹنہ 235)، نامنظور کیا گیا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 75، سال 1954

فوجداری نظر ثانی کی درخواست نمبر 669، سال 1953 میں بمبئی عدالت عالیہ کے 24 جولائی 1953 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، جو 29 جون 1953 کو پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت، 9ویں عدالت، باندرا، بمبئی کے مقدمہ نمبر۔ 11872/73/P، سال 1952 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوئی۔

پی کے چٹر جی، اپیل گزاروں کے لیے۔

این ایس بندرا، (پی جی گوکھلے، ان کے ساتھ) مدعا علیہ کے لیے۔

13.1955 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ وینکٹارامااآئیر جسٹس نے سنایا۔

پہلا اپیل کنندہ متعلقہ تاریخ پر مکان نمبر 334، بازار روڈ، باندرا، بمبئی میں کمرہ نمبر 10 کے قبضے میں تھا۔ اس اطلاع پر کہ اس کمرے کو گیمنگ مکان کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا، پولیس کے سب انسپکٹر جناب بھٹ نے 19-9-1952 پر چھاپہ مارا، اور دونوں اپیل گزاروں اور چار دیگر کو گیمنگ کے آلات کے قبضے میں پایا۔ ان سب پر بمبئی پریوینشن آف گیمبلنگ ایکٹ (بمبئی ایکٹ IV، سال 1887) کی دفعہ 5 کے تحت مقدمہ چلایا گیا، جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے، جوا بازی کے مقاصد کے لیے گیمنگ مکان میں موجود ہونے کے لیے، اور پہلے اپیل کنندہ پر، اس کے علاوہ، گیمنگ مکان رکھنے کے لیے ایکٹ کی دفعہ 4(a) کے تحت الزام عائد کیا گیا۔ مقدمے کی سماعت کرنے والے پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے پہلے اپیل کنندہ کو ایکٹ کی دفعہ 4(a) کے تحت مجرم پایا اور اسے تین ماہ کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ اس نے اسے ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت بھی مجرم پایا، لیکن اس دفعہ کے تحت کوئی علیحدہ سزا نہیں دی۔ دوسرے اپیل کنندہ کو دفعہ 5 کے تحت مجرم پایا گیا، اور اسے تین ماہ کی قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ اپیل گزاروں نے معاملے کو نظر ثانی میں عدالت عالیہ میں لے جایا، جس نے دفعہ 4(a) کے تحت پہلے اپیل کنندہ کی سزا کو کالعدم قرار دیا لیکن دفعہ 5 کے تحت اس کی تصدیق کی، اور اس دفعہ کے تحت تین ماہ کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔ جہاں تک دوسرے اپیل کنندہ کا تعلق ہے، سزا اور سزا دہی دونوں کی تصدیق ہوئی۔ اس حکم کے خلاف، خصوصی اجازت کی طرف سے موجودہ اپیل کو ترجیح دی گئی ہے۔

نچلی دونوں عدالتوں نے بیک وقت پایا ہے کہ اپیل کنندگان گیمنگ کے مقصد سے گیمنگ مکان میں موجود تھے، اور اس طرح انہوں نے ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت قابل سزا جرم کا ارتکاب کیا ہے، اور یہ نتیجہ ہمارے سامنے چیلنج کے تحت نہیں ہے۔ ہمارے سامنے جو واحد دلیل اٹھائی گئی ہے

اور یہ صرف پہلے اپیل کنندہ کے حوالے سے پیدا ہوتی ہے-وہ یہ ہے کہ چونکہ عدالت عالیہ نے ایکٹ کی دفعہ 4(a) کے تحت اس کی سزا کو کالعدم قرار دیا تھا، اس لیے اسے اس دفعہ کے تحت اس پر دی گئی سزا کو کالعدم قرار دینا چاہیے تھا، اور یہ کہ ضابطہ فوجداری کے تحت اسے دفعہ 5 کے تحت سزا دینے کا کوئی اختیار نہیں تھا، جب کہ مجسٹریٹ نے ایسا کوئی حکم منظور نہیں کیا تھا۔ یہ دلیل دفعہ 423 کی شرائط پر مبنی ہے۔ اس دفعہ کے تحت، جب کسی سزا کے خلاف اپیل ہوتی ہے، تو عدالت کو ذیلی شق (1)(b) کے تحت اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ یا تو (1) نتیجے اور سزا کو الٹ دے، اور ملزم کو بری کر دے یا اسے رہا کر دے، یا اس کے دوبارہ مقدمے کا حکم دے، یا (2) نتیجے میں تبدیلی کرے لیکن سزا کو برقرار رکھے، یا (3) نتیجے میں تبدیلی کے ساتھ یا اس کے بغیر سزا کو کم کرے، یا (4) سزا کو کم کرنے یا نتیجے میں تبدیلی کے ساتھ یا اس کے بغیر سزا میں تبدیلی کرے، لیکن، دفعہ 106(3) کے تابع ہو، تاکہ اسے بڑھایا نہ جا سکے۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ موجودہ مقدمہ مذکورہ بالا چار زمروں میں سے کسی میں بھی نہیں آتا ہے کیونکہ دفعہ 5 کے تحت سزا کی تصدیق ہو چکی ہے، اور سزا میں کمی یا تبدیلی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ مجسٹریٹ کی طرف سے اس دفعہ کے تحت کوئی بھی عائد نہیں کیا گیا تھا، اور اس کے مطابق عدالت عالیہ کے حکم کو ضابطہ اخلاق کی کسی بھی شق کے تحت جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ مزید یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ دفعہ 5 کے تحت سزا کا فیصلہ مذکورہ حالات میں اضافے کے مترادف ہے، اور اس کے نتیجے میں، غیر قانونی تھا، کیونکہ قانون کے مطابق اس کے لیے کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا۔

اس دلیل کی حمایت میں، ابراہیم بنام ایمپرر ([1]) کے فیصلے پر انحصار کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں، جیسا کہ موجودہ وقت میں، ملزم کو ایکٹ کی دفعہ 4(a) اور دفعہ 5 دونوں کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا، لیکن دفعہ 4(a) کے تحت سزا سنائی گئی تھی اور دفعہ 5 کے تحت کوئی سزا نہیں دی گئی تھی۔ اپیل پر، فاضل ججوں نے دفعہ 4(a) کے تحت سزا کو کالعدم قرار دیا، اور سزا کے سوال پر مشاہدہ کیا کہ مجسٹریٹ دفعہ 5 کے تحت علیحدہ سزا نہ دینے میں غلط تھا، اور جاری رکھا:

"اسے ہر دفعہ کے تحت ایک سزا عائد کرنی چاہیے تھی؛ لیکن چونکہ اس نے دفعہ 5 کے تحت کوئی سزا عائد نہیں کی ہے، اس لیے ہم خود اسے عائد نہیں کر سکتے، کیونکہ اس سے سزا میں اضافہ ہو گا۔"

یہ مشاہدات بلاشبہ پہلے اپیل کنندہ کی تائید کرتے ہیں۔

تاہم، دو دیگر فیصلوں میں ایک مختلف نظریہ لیا گیا، جو اب دیکھا جا سکتا ہے۔ سپر نٹنڈنٹ اینڈ ریمبر نسر آف لیگل افیئرز بنام حسین علی(2) میں، ملزم کو مجسٹریٹ نے مجموعہ تعزیرات ہند 363 اور 498 دونوں کے تحت مجرم قرار دیا تھا، اور دفعہ 363 کے تحت قید کی سزا سنائی تھی، دفعہ 498 کے تحت کوئی علیحدہ سزا نہیں دی گئی تھی۔ اپیل پر، سیشن جج نے دفعہ 363 کے تحت سزا کو کالعدم قرار دے دیا، لیکن ملزم کو دفعہ 498 کے تحت مجرم قرار دیا۔ اس حوالے سے کہ آیا سیشن جج دفعہ 498 کے تحت کوئی سزا دے سکتا ہے، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ وہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 423(1)(b) کے تحت سزا دے سکتا ہے، کیونکہ دفعہ 363 اور 498 کے تحت سزا میں تبدیلی ہوئی تھی۔ یہ نظریہ، ہماری رائے میں، ضابطہ فوجداری کی دفعہ 423(1)(b) میں "نتائج کو تبدیل کرنے" کے الفاظ کے صحیح معنی کے غلط فہمی پر آگے بڑھتا ہے۔ جب کوئی قانون مخصوص جرائم پیدا کرنے والی دفعات کو نافذ کرتا ہے، تو قانون میں یہ جرائم الگ الگ واقعات کے ساتھ الگ الگ معاملات تشکیل دیتے ہیں۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 233 کے تحت، ان پر الگ سے فرد جرم عائد کی جانی چاہیے، اور دفعہ 367 کے تحت، فیصلے میں اس جرم اور قانون کی وضاحت کی جانی چاہیے جس کے تحت ملزم کو سزا سنائی گئی ہے۔ جب ایک سے زیادہ جرائم کے لیے سزا ہوتی ہے، تو ان میں سے ہر ایک کے سلسلے میں الگ الگ نتائج ہوتے ہیں، اور جب دفعہ 423(1)(b) اپیل عدالت کے ذریعے کسی نتیجے کو تبدیل کرنے یا تبدیل کرنے کی بات کرتی ہے، تو اس میں ہر جرم کے سلسلے میں نتائج کا حوالہ ہوتا ہے۔ جب، اس لیے، عدالت عالیہ نے دفعہ 4(a) کے تحت سزا کو کالعدم قرار دیا اور تصدیق کی کہ دفعہ 5 کے تحت، دو الگ الگ نتائج ہیں، ایک الٹ و دیگر تصدیق کا، اور تبدیلی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

سپرنٹنڈنٹ اینڈ ریمیمبرنسر آف لیگل افیئرز بنام حسین علی [1] کے فیصلے کی پیروی پر دیپ چودھری بنام ایمپیرر [2] میں کی گئی۔ وہاں سیشن جج نے ملزموں کو مجموعہ تعزیرات ہند 324 اور 148 کے تحت مجرم قرار دیا اور انہیں دفعہ 324 کے تحت قید کی سزا سنائی، لیکن ان پر دفعہ 148 کے تحت کوئی سزا نہیں دی گئی۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے دفعہ 324 کے تحت سزا کو کالعدم قرار دیا، اور دفعہ 148 کے تحت اس کی تصدیق کی۔ ملزم کی اس دلیل سے نمٹتے ہوئے کہ عدالت کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 423 (1) (b) کے تحت دفعہ 148 کے تحت سزا سنانے کا کوئی اختیار نہیں ہے، فاضل ججوں نے مشاہدہ کیا کہ ان کے پاس "سزا کو منتقل کرنے کا کافی اختیار ہے، جب تک کہ منتقلی میں اضافہ نہیں ہوتا ہے"۔ ہم اس فیصلے میں استدلال کی حمایت کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ دفعہ 423(1)(b) کے تحت سزا کی منتقلی کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔ یہ صرف تلاش میں تبدیلی اور سزا کو برقرار رکھنے کے لیے فراہم کرتا ہے، اور یہ صرف ان معاملات پر لاگو ہو سکتا ہے جہاں ایک دفعہ کے تحت جرم کی تلاش کو دوسرے دفعہ کے تحت جرم کی تلاش میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ دفعہ کسی نتیجے کے الٹ پلٹ اور اس کی تبدیلی کے درمیان واضح فرق کرتا ہے، اور یہ فراہم کرتا ہے کہ جب الٹ پلٹ ہوتا ہے، تو منظور کیا جانے والا حکم بری ہونے، رہا کرنے یا دوبارہ مقدمے کی سماعت کا ہوتا ہے، جبکہ جب کوئی تبدیلی ہوتی ہے، تو منظور کیا جانے والا حکم سزا کو برقرار رکھنے، کم کرنے یا تبدیل کرنے کا ہوتا ہے۔ لیکن یہاں، عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کیا گیا حکم کسی نتیجے میں تبدیلی کا نہیں ہے۔ یہ، جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، دفعہ 4(a) کے تحت نتائج کا الٹ جانا اور دفعہ 5 کے تحت سزا کی تصدیق ہے۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ دفعہ کی زبان پر، عدالت عالیہ کی طرف سے دفعہ 5 کے تحت سزا کا نفاذ جائز نہیں ہو سکتا۔

سوال اب بھی باقی ہے کہ کیا دفعہ 423(1)(b) کے علاوہ، عدالت عالیہ کے پاس وہ سزا عائد کرنے کا اختیار ہے جو اس کے پاس ہے۔ جب کسی شخص پر کسی جرم کے لیے مقدمہ چلایا جاتا ہے اور اسے مجرم قرار دیا جاتا ہے، تو عدالت کا فرض ہے کہ وہ اس پر ایسی سزا عائد کرے، جیسا کہ اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ قانون میں کسی شخص کو کسی جرم کے لیے سزا سنائے بغیر سزا دینے کا تصور نہیں کیا گیا ہے۔ جب ٹرائل مجسٹریٹ نے دفعہ 5 کے تحت پہلے اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا تو واضح طور پر

سزا دینا اس کا فرض تھا۔ دفعہ 4(a) کے تحت سزا عائد کرنے کے بعد، انہوں نے واضح طور پر اس بات پر غور کیا کہ دفعہ 5 کے تحت یکساں سزا دینے اور یہ ہدایت دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ دونوں سزائیں بیک وقت چلیں۔ لیکن، سختی سے، اس طرح کا حکم منظور کرنا مناسب تھا۔ اس کے بعد اپیل گزار اس معاملے کو نظر ثانی میں عدالت عالیہ لے گئے، اور دعوی کیا کہ دفعہ 5 کے تحت ان کی سزا بری ہے۔ عدالت عالیہ نے قابلیت پر سوال میں جا کر انہیں اس دفعہ کے تحت مجرم پایا۔ دفعہ 5 کے تحت سزا سنانا عدالت عالیہ کا فرض تھا، اور اس نے بالکل ایسا ہی کیا ہے۔ ان حالات میں سزا سنانے کا اختیار اس قانون سے حاصل ہوتا ہے جو یہ نافذ کرتا ہے کہ ملزم کو سزا سنائے جانے پر سزا دی جائے گی، اور یہ ایک ایسا اختیار ہے جس کا استعمال تمام عدالتیں کر سکتی ہیں اور اسے استعمال کرنا چاہیے، جو یہ فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار رکھتی ہیں کہ آیا ملزم مجرم ہے یا نہیں، یہ معلوم کرتی ہیں کہ وہ ہے۔ ہماری رائے ہے کہ یہ اختیار اپیلٹ عدالت کے پاس دفعہ 423(1)(d) کے ذریعے واضح طور پر محفوظ ہے، جو یہ نافذ کرتا ہے کہ وہ "کوئی ترمیم یا کوئی نتیجہ خیز یا اتفاقی حکم دے سکتا ہے جو منصفانہ یا مناسب ہو"۔ جب اپیل میں کسی سزا کی توثیق کی جاتی ہے لیکن ٹرائل مجسٹریٹ کی طرف سے کوئی سزا نہیں دی گئی تھی، تو سزا کا فیصلہ سزا کی تصدیق کے نتیجے میں اور اتفاقی ہوتا ہے، اور یہ قانون کے تحت منظور کیا جانے والا ایک منصفانہ اور مناسب حکم ہے۔ ہم ابراہیم بنام ایمپرر([1]) میں ظاہر کردہ اس نظریے سے متفق نہیں ہیں کہ اس طرح کا حکم سزا میں اضافہ ہوگا۔ اس سے پہلے کہ کسی سزا میں اضافہ کہا جا سکے، ایسا ہونا چاہیے جس میں اضافہ کیا جا سکے اور جب ٹرائل مجسٹریٹ کی طرف سے کسی سزا پر کوئی سزا عائد نہیں کی گئی ہو اور پہلی بار اپیل میں دی گئی ہو، تو اسے درست طریقے سے اضافہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے مطابق ہماری رائے ہے کہ یہ عدالت عالیہ کے اختیار میں تھا کہ اس نے وہ سزا منظور کی جو اسے سنائی گئی تھی۔

ایک اور بنیاد ہے جس پر نچلی عدالت کے حکم کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے ذریعے اپیل گزاروں کی سزا کے خلاف، کوئی اپیل نہیں کی گئی، اور اسی کے مطابق اپیل گزاروں نے عدالت عالیہ میں نظر ثانی کو ترجیح دی۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 439(1) کے تحت، عدالت عالیہ نظر ثانی کی سماعت میں دفعہ 423 کے تحت اپیل عدالت کے اختیارات کا استعمال کر سکتی ہے، اور سزا

میں اضافہ کر سکتی ہے۔ دفعہ 439(2) کے تحت، اضافہ کا حکم اس وقت تک منظور نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ ملزم کو اپنے دفاع میں سننے کا موقع نہ ملے، اور دفعہ 439(6) کے تحت، ملزم بھی حقدار ہے، جب دفعہ 439(2) کے تحت کارروائی کی جاتی ہے، تو اس کی سزا کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کے لیے۔ معاملے کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دفعہ 439(2) کے تحت سزا میں اضافے کے لیے ملزم کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے، تو اسے سزا کے جواز اور اس پر عائد کی جانے والی سزا دونوں کے سوال پر سماعت کا حق حاصل ہوتا ہے۔ موجودہ معاملے میں، پہلے اپیل کنندہ کو ان دونوں معاملات کے سلسلے میں اپنا مقدمہ پیش کرنے کا موقع ملا، اور درحقیقت، اس نے اس کا فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے خود اپنی نظر ثانی میں دفعہ 5 کے تحت اپنے جرم کا سوال اٹھایا، اور تمام شواہد پر غور کرنے پر عدالت عالیہ نے ان کی سزا کی تصدیق کی۔ سزا کے سوال پر، دفعہ 5 نافذ کرتی ہے کہ جب کوئی شخص اس دفعہ کے تحت مجرم پایا جاتا ہے، تو سزا تین ماہ کی قید اور 200 روپے جرمانے سے کم نہیں ہوگی، اگر اسے پہلے اسی جرم کے لیے سزا سنائی گئی ہو۔ پہلے اپیل کنندہ کو پہلے سزا ہوئی تھی، اور قید کی سزا کم از کم ہے جو اس کے خلاف دفعہ 5 کے تحت منظور کی جا سکتی ہے۔ معاملے کے اس پہلو کے حوالے سے، عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا:

"اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ پہلے ملزم نے ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت ایک سابقہ سزا کو قبول کیا ہے، اس لئے فاضل پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی طرف سے اس کو دی گئی تین ماہ کی قید بامشقت کی سزا جائز ہے"۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ان حالات میں عدالت عالیہ کے حکم کو دفعہ 439(2) کے تحت نوٹس نہ ملنے کی وجہ سے غلط قرار دیا جا سکتا ہے۔ قانون یہ تجویز نہیں کرتا کہ اس دفعہ کے تحت کارروائی کرنے سے پہلے کسی خاص رسمی کارروائیوں کی تعمیل کی جانی چاہیے۔ یہ صرف یہ فراہم کرتا ہے کہ ملزم کو سزا اور توسیع کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا موقع ملنا چاہیے، اور چونکہ ان دونوں سوالات پر پہلے اپیل کنندہ کو سنا گیا تھا، اس لیے دفعہ کے تقاضے پورے کیے گئے تھے۔ عدالت عالیہ کا حکم اسی کے مطابق دفعہ 439 کے تحت برقرار رکھا جا سکتا ہے، چاہے اسے سزا میں اضافہ سمجھا جائے۔ کسی بھی

صورت میں، دفعہ 439(2) کے تحت باضابطہ نوٹس کی عدم موجودگی کی وجہ سے پہلے اپیل کنندہ پر کوئی تعصب نہیں ہوا ہے۔

نتیجے میں، اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔